© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

افسوس ہے پچھلے دنوں دو دن کے ہی آگے پیچھے سے اردو کی بساط شعروادب کے دو ... مولانا عاشق حسین سیماب اکبرآبادی اور مولانا احسان خاں تاجور نجیب آبادی آج کل کے عام شاعروں کی طرح شاعر یا ادیب ہی نہیں تھے بلکہ استاد۔ علم عروض و معانی و بیان اور لغت و قواعد لسان کے بڑے مبصر اور ناقد بھی تھے۔ سیماب ۱۸۸۰ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ اور جنوری ۱۹۵۱ء میں کراچی میں انتقال کر گئے۔ شاعری اٹھارہ انیس برس کی عمر سے ہی شروع کر دی تھی اس طرح گویا مرحوم نے پوری ایک نصف صدی اردو زبان و ادب کی خدمت میں بسر کی، اس مدت میں سیکڑوں چھوٹی بڑی کتابیں بے شمار مقالات نظمیں وغیرہ ان کے قلم سے نکلیں ان کے شاگردوں کا حلقہ بھی نہایت وسیع تھا خط وکتابت کے ذریعہ ان کی فنی بصیرت و مہارت سے استفادہ کرتا رہتا تھا۔ ابتدا میں اگرچہ مرزا ... سے مشورۂ سخن کرتے تھے مگر جلد ہی ان کا اپنا ایک مخصوص رنگ قایم ہو گیا کثرت مطالعہ و فکر ... نے ان میں شعروادب سے متعلق ایک مجتہدانہ شان پیدا کر دی۔ وہ کسی کے مقلد نہیں تھے ہر چیز اور ہر شعری و ادبی مسئلہ کے متعلق اپنی ایک جچی تلی۔ سنجیدہ اور متین رائے رکھتے تھے اور ... البصیرت رکھتے تھے انھوں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے طوفانی اور انقلابی دور دیکھے ... نے ادب و شعر کی پرانی قدروں کو متزلزل کر کے رکھ دیا اور صورت و معنی دونوں کے لحاظ سے شاعری کی دنیا میں ہنگامہ برپا کر دیا۔ لیکن مرحوم ایک چٹان بنے اپنے مقام پر کھڑے رہے ... تک کہ انقلاب فکر و سخن کی موجیں ان سے ٹکرائیں اور بالآخر راستہ کاٹ کر ان سے اپنا دامن بچا نکل گئیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہو سکا کہ مرحوم طرز قدیم کے حامل ہونے کے ساتھ وقت کے تقاضوں سے بھی بے خبر نہ تھے اور قدیم و جدید میں ہم آہنگی پیدا کر لینے کا ان میں بڑا اچھا سلیقہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ر میں قویٰ ضعیف ہو گئے تھے لیکن پھر بھی تصنیف و تالیف اور شعری و ادبی اصلاح و ارشاد کے
ں میں برابر مصروف رہے اس بنا پر انھوں نے جو قلمی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے بلا مبالغہ اس
کوئی ادیب و شاعر اس میں اور بہ قدرتِ کلام و جامعیتِ فن میں ان کا ہمسر و حریف نہیں ہو سکتا
قدرتِ کلام کا یہ عالم تھا کہ چند سال ہوئے انھوں نے قرآن مجید کا منظوم ترجمہ کیا اور ندوۃ المصنفین
تقار کو بربنائے تعلقِ خاطر و مودتِ دیرینہ لکھا کہ زبان سے رائے لینے کے لئے دہلی میں آکر تقریباً
ہفتے قیام کیا تو میں نے پہلی ہی ملاقات میں کہہ دیا کہ قرآن مجید کے منظوم ترجمہ کا حامی نہیں ہوں میرے
ں ایسی کوشش نہ صرف غیر مفید بلکہ مضر اور گمراہ کن ہو سکتی ہے۔ اس پر مرحوم نے کہا کہ آپ پہلے
یہ پڑھ لیجئے اور اس کے بعد کوئی رائے قائم کیجئے چنانچہ میں اس پر رضامند ہو گیا اور روزانہ دو دو تین
گھنٹے نکال کر مرحوم کے ساتھ ہی میں نے ترجمہ از اول تا آخر پڑھا اور میری حیرت کی انتہا نہ تھی جب میں
یکھا کہ ترجمہ بہت بڑی حد تک اس قدر صاف اور رواں تھا کہ نظم اور نثر کا فرق ہی معلوم نہیں ہوتا تھا
محسوس ہی نہیں ہوتا تھا کہ قیدِ وزن و قافیہ کی وجہ سے کسی جگہ بھی کوئی لفظ آگے پیچھے ہوا یا کسی مناسب
جگہ کوئی نامناسب لفظ رکھا گیا ہے۔

مولانا احسان اللہ خاں تاجور ۱۸۹۳ء میں نجیب آباد ضلع بجنور میں پیدا ہوئے روہیلہ پٹھانوں کے
سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں ہوئی پھر دار العلوم دیوبند میں داخل ہو کر اسلامی علوم
کی تکمیل کی۔ شعر و شاعری اور لکھنے کا ذوق فطری تھا۔ چنانچہ زمانہ طالب علمی میں بھی دار العلوم دیوبند
کے بلند پایہ علمی اور دینی رسالوں القاسم دوراول اور الرشید میں ان کے مقالات نکلتے تھے یہاں سے
فارغ ہو کر وہ لاہور پہنچے اور سر عبد القادر مرحوم ایسے مربی اور مشفق کے فیضِ صحبت و توجہ نے ان
کا جوہر چمکایا کہ وہ جلد ہی نہ صرف لاہور بلکہ شمالی ہندوستان کی علمی اور ادبی محفلوں کی رونق و زینت بن گئے
وہ ایک بلند پایہ شاعر اور زبان کے ماہر و نقاد اور نامور ادیب کی حیثیت سے پنجاب کے اساتذۂ فن
میں ایک نمایاں جگہ کے مالک ہو گئے۔ سینکڑوں نوجوان ان کے فیضِ صحبت و تعلیم سے اردو کے
ادیب و شاعر ہوئے وہ زندہ دلانِ پنجاب کے ادبی اکھاڑہ میں ایک پہلوان کی حیثیت سے رہتے تھے۔

© rasailojaraid.com